مولای صل وسلم دائماً ابداً — درسِ حدیث — علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

نبی علیہ السلام کا اپنا خلیفہ صراحتًا نامزد نہ کرنے کی حکمت۔حدیث بیان کرنے میں سب صحابہؓ سچے ہیں۔حضرت عمرؓ نے اپنے لیے عہدہ پسند نہیں فرمایا۔رجم کے بارے میں خصوصی ہدایت۔برطانیہ میں اَب تک بادشاہت ہے

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 52 سائیڈ A 27-09-1985)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ !

جناب رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی ہیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ۔جنہیں کہتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے رازداں تھے۔آپ بہت سی باتیں جو دُوسروں کو نہیں بتلاتے تھے وہ اِنہیں بتلاتے رہے۔وہ ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ

اپنا خلیفہ حتمی طور پر نامزد نہ فرمانے کی حکمت :

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ لَوِاسْتَخْلَفْتَ اے اللہ کے رسول کسی کو خلیفہ بنا لیتے اگر آپ اپنے بعد آنے والوں میں سے کہ یہ میرے بعد میری جگہ کام کرے گا تو کیسا ہوگا ؟ یعنی بہت اچھا ہوگا ہماری سمجھ میں یہی آتا ہے کہ یہ بہتر ہوگا۔اِرشاد فرمایا اِنِ اسْتَخْلَفْتُ عَلَیْکُمْ فَعَصَیْتُمُوْہُ عُذِّبْتُمْ اگر

میں کسی کا نام لے کر مقرر کردُوں کہ فلاں ہوگا میرے بعد اور تم اُس کی نافرمانی کرو اُس کا کہا نہ مانو تو تم پر عذاب آجائے گا۔ اِس لیے بہتر صورت یہی ہے کہ میں کسی کو نامزد نہ کروں تم خود ہی چن لو، انتخاب کرلو اُس کا۔

دارُالخلافہ کے لوگ جو فیصلہ دیں وہ سب قبول کر لیتے تھے :

تو اُس زمانے میں ہر جگہ کا ایک دستور تھا کہ دارُالخلافہ جو ہوتا تھا وہ ہی جسے خلیفہ بنا دے وہ بن جاتا تھا۔ کیونکہ ہر جگہ سے تو رائے لی ہی نہیں جا سکتی تھی یہ ممکن نہیں تھا اور خلیفہ بنانے میں اتنی سوچ بچار کی جائے کہ تاخیر ہو جائے یہ بھی ٹھیک نہیں۔ خلیفۂ وقت کا انتخاب تو فوری ہوتا ہے۔ خلیفۂ وقت کے انتخاب کے بعد دُوسرا درجہ یہ ہوتا ہے کہ آس پاس کے دُور دراز کے جو گورنر ہیں اُن کو لکھ دیا جاتا ہے کہ ہم نے فلاں کو خلیفہ بنا لیا ہے۔

آجکل بھی ایسا ہی ہوتا ہے :

اور اَب بھی ایسے ہی ہوتا ہے۔ یہ آپ کو یاد ہوگا جب یہ انقلاب آیا، ضیاء صاحب آئے تو ہمیں پتا ہی نہیں چلا شام تک کہ ہوا کیا ہے؟ خبروں میں صبح کو آیا کہ اِنقلاب آگیا ہے اور فوج نے اِقتدار سنبھال لیا ہے۔ شام کو جب تقریر اُنہوں نے کی تو پتا چلا کہ یہ فلاں صاحب ہیں جنہوں نے اِقتدار سنبھال لیا ہے ورنہ یہی تردُّد تھا کہ اگر کسی چھوٹے آدمی نے اقتدار سنبھالا ہے تو فوج میں گڑبڑ ہوگی، لڑائی ہوگی۔ تو اصل میں دارُالخلافہ جو ہے اُس کو اہمیت حاصل ہے اِس لحاظ سے کہ وہاں امیر کا اِنتخاب ہوا کرتا ہے۔ تو اَب وہ دَور تو نہیں رہا اَب انتخابات ہوتے ہیں۔ پھر آتا ہے وزیر اعظم اور صدر۔ کہیں صدر نہیں ہے بادشاہ ہے صدر کے درجہ کا۔ بادشاہت فیل ہو بالکل ہی کنڈم ہو جائے یہ تو اَب تک بھی نہیں ہے۔ رُوس کا بھی ظہور ہو گیا، جمہوریت بھی ہوگئی، پارلیمانی نظام بھی ہو گیا، سب کچھ ہو گیا۔ زمانہ ترقی کر کے کہیں کا کہیں پہنچ گیا۔

برطانیہ میں آج تک بادشاہت ہے :

مگر بادشاہت کا وجود اَب بھی ہے، برطانیہ میں ہے۔ وہ صدر کے درجہ میں ہے۔ وہ بات نہیں رہی کہ جو چاہے کرے، انتخابات ہوں گے، چُنا جائے گا لوگوں کو بھی اور وہ چنیں گے اپنے مختارِ کار شخص کو جسے وزیر اعظم کہا جائے گا، بادشاہ اپنی جگہ ایسے ہے جیسے صدرِ مملکت۔ شدید ضرورت کے وقت وہ استعمال کرتا ہے اپنے اختیارات کو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دارُالخلافہ پر چھوڑ دیا گویا وہ جسے منتخب کریں۔

نبی علیہ السلام کے جانشین کے بارے میں مشاورت :

تو دارُالخلافہ میں ایسے ہوا کہ وہ (اَنصاری) لوگ ایک جگہ جمع ہوگئے۔ اُنہوں نے ایک چیز میں اختلاف کیا کہ یہ ہوجائیں، یہ ہوجائیں، یہ ہوجائیں۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمرؓ، یہ حضرات بھی پہنچ گئے۔ بات چیت ہوئی اور پھر یہ طے ہوا۔ تقریر کی ہے وہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور لوگوں نے بھی کی ہے۔ کسی نے کچھ کسی نے کچھ تجاویز پیش کیں پھر ابوبکرؓ نے تقریر کی۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میرے دِل میں تھا کہ میں تقریر کروں گا اور میں نے سوچ رکھا تھا کہ یہ مضمون ہوگا، یہ کلمات ہوں گے جو مؤثر تر کلمات ہو سکتے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کا حاضرین سے خطاب :

لیکن وہ کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فِیْ بَدِیْھَتِہٖ اچانک فی البدیہہ جو تقریر کرنی پڑی اُس میں بھی مجھ سے بہتر، مجھ سے زیادہ نرمی کے ساتھ مجھ سے زیادہ وقار کے ساتھ انہوں نے یہ باتیں کیں اور جو کچھ میں نے سوچا تھا وہ سب کچھ بلکہ اُس سے بہتر اُنہوں نے بیان کیا کَانَ اَحْلَمَ مِنِّیْ وَاَوْقَرَ اُس کا اثر ہوگیا حاضرین پر۔ اِن میں خواص زیادہ عوام تھوڑے تھے۔

اپنے لیے عہدہ ناپسند :

کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ سوائے اِس کے کہ انہوں نے یہ کہا ہے بَایِعُوْا اَبَاعُبَیْدَۃَ اَوْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بیعت کرلو تم لوگ ابوعبیدہ ابن الجراحؓ سے یا عمر ابن خطابؓ سے، اِن دو میں سے کسی سے۔ میرا نام جو اِنہوں نے لیا یہ میری طبیعت کے خلاف تھا۔ کیونکہ میں ایسی جگہ جہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود ہوں بالکل دل سے ہی نہیں چاہتا آج تک بھی۔ وفات کے قریب جب انہوں نے تقریر کی ہے اُس میں کہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے تو اگر جان سے مار دیا جائے بغیر خدا کا گناہ کیے تو یہ مجھے بہتر لگتا ہے بہ نسبت اِس کے کہ اَتَاَمَّرُ عَلٰی قَوْمٍ فِیْھِمْ اَبُوْبَکْرٍ ان میں ایسے لوگوں پر میں حکمرانی کروں جن میں ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی شامل ہوں اِس سے بہتر یہ ہے کہ میری گردن ماری جائے اَللّٰھُمَّ اِلَّا اَنْ اُسَوِّلَ نَفْسِیْ عِنْدَ الْمَوْتِ شَیْئًا لَا اَجِدُہٗ یہ بات الگ ہے کہ موت کے وقت کوئی چیز ایسی میرا نفس میرے دل میں ڈال دے جو میں اِس وقت تک محسوس نہیں کررہا، تو یہ اُن کی آخری تقریر ہے۔

رجم کے بارے میں خصوصی ہدایت :

اسی میں انہوں نے سخت ہدایات دیں کہ دیکھو رجم کا حکم آیا ہے اور اِس طرح اُترا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہیں ایسے نہ ہو جائے کہ کوئی کہے یہ رجم قرآنِ پاک میں نہیں آیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا ہے میں نے بھی رجم کیا ہے۔ اور وہ کہتے تھے کہ میں یہ آیت بڑھا دیتا حاشیہ میں لیکن لوگ سمجھتے قرآنِ پاک میں اضافہ کر دیا ہے کیونکہ پہلے یہ قرآن کا جز تھی بعد میں (تلاوت کے اعتبار سے) جز نہیں رہی حکم رہ گیا یعنی منسوخ التلاوت ہوگئی منسوخ الحکم نہیں ہوئی۔ تو میں بڑھا دیتا اِس کو لیکن یہ کہ مناسب نہیں۔ بس قرآن میں تلاوت میں جتنا آتا ہے وہی رکھا جائے۔ اُس وقت کے قرآنی نسخہ میں یہ بھی نہیں لکھا تھا کہ یہ منزل ہے، یہ رکوع ہے، بس سُورتیں تھیں اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے سورتوں کے درمیان فصل تھا تو حضرت ابوبکرؓ نے یہ تقریر فرمائی۔ تو حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ مجھے بس اتنی بات پسند نہیں آئی کہ میرا نام جو اُنہوں نے لیا باقی سب چیزیں مجھ سے بہتر تھیں۔ پھر میں نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرو اور میں نے ہاتھ بڑھایا لیکن مجھ سے بھی پہلے ایک اَنصاری نے ہاتھ بڑھا لیا حالانکہ اَنصاری جو تھے وہ چاہتے تھے کہ اِنہی میں سے کوئی امیر ہو لیکن اُن کی بے نفسی کا اندازہ کیجیے کہ جب انہوں نے ابوبکرؓ کی تقریر سنی اور حضرت عمرؓ نے یہ بات کہی تو اَنصار نے تمام چیزوں سے رجوع کر لیا۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے بھی آگے اُس اَنصاری نے ہاتھ بڑھا لیا۔

یہ ازالۃ الخفاء میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے واقعہ نقل کیا ہے کہ اُس انصاری نے میرے سے پہلے بیعت کی ہے پھر میں نے کی ہے۔ حالانکہ پہلے پہل میں بڑھا رہا تھا ہاتھ، تو یہ بیعت ہوگئی۔ بعد میں مسجد میں آکر بیعتِ عامہ ہوئی۔ اَب دارُالخلافہ جسے بنا لے وہ امیر ہو گیا، اُس کے بعد جو نہ مانے تو وہ امیر کے خلاف چل رہا ہے، وہ باغی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ اِرشاد فرماتے ہیں کہ اگر میں بنا دیتا امیر اور تم اُس کے خلاف کرتے تو تم پر عذابِ الٰہی نازل ہوتا۔ تو اِس واسطے میں نامزد کسی کو نہیں کرتا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں یہی طریقہ پسند ہے کہ لوگوں کی رغبت دیکھی جائے کہ وہ کس کو پسند کرتے ہیں۔ جسے وہ پسند کرتے ہوں اُسے امیر بنا دیا جائے وہی خلیفہ ہے وقت کا۔ تو یہ ایک طریقہ ہے جس کو اَب بڑھا کر ووٹنگ بنا لیا گیا اور یہ اَب ممکن بھی ہے کیونکہ ذرائع مواصلات بہت بڑھ گئے ہیں۔ ایک دن میں ہر جگہ انتخابات ہو سکتے ہیں۔ صدارت کا اگر براہِ راست عوام انتخاب کریں تو یہ بھی ممکن ہے۔ تو اِس میں اِرشاد ہو رہا ہے یہ وَلٰكِنْ مَا حَدَّثَكُمْ

حُذَيْفَةُ فَصَدِّقُوْهُ حذیفہ ابن یمانؓ جو تمہیں بتلائیں اُن کی تصدیق کرنا، اِن کو بہت ساری باتیں میں نے بتا رکھی ہیں اور وہ سچے ہیں تو جو وہ بتائیں وہ تم سچ مان لو۔

حدیث بیان کرنے میں سب صحابہؓ سچے ہیں :

تو یہ جو چیزیں ہیں اِس کی وجہ سے صحابہ کرامؓ کو حدیث کے بارے میں سچا مانا گیا ہے کسی نے اُن پر تنقید نہیں کی ہے۔ اِس بارے میں وہ بالکل سچے ہیں اور اسماء الرجال میں کہیں یہ نہیں ملے گا کسی صحابی کے بارے میں کوئی تبصرہ اِس طرح کا کیونکہ اُنہیں مُصَدَّقْ سچا مانا گیا ہے اور فرمایا مَا اَقْرَأَكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ فَاقْرَؤُوْهُ جو ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ تمہیں سکھائیں قرآنِ پاک پڑھنے میں وہ تم پڑھو۔ وہ رسول اللہ ﷺ کو پسند تھا بلکہ آپ نے اِن سے سنا بھی ہے۔ اور ایک دفعہ فرمایا کہ پڑھو؟ انہوں نے عرض کیا کہ آپ کو پڑھ کر سناؤں حالانکہ جناب پر تو خود اُترا ہے۔ تو اِرشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں سنوں کسی اور سے۔ تو پھر انہوں نے سورۃ النساء پڑھی اور اُس میں جب یہ آیت آئی فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ کیسا ہوگا جب ہر اُمت میں سے ہم ایک گواہ لائیں گے وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيْدًا اور تمہیں اُن سب کا گواہ بنائیں گے تو کیسے ہوگا؟ یعنی قیامت کا دِن۔ جب یہ آیت آئی تو پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بس۔ اور یہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اس سے ایک استدلال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی (نفلی) نیکی کو (مصلحت کی وجہ سے) روک دے تو یہ جائز ہے۔ کیونکہ پڑھنا نیکی ہے سننا نیکی ہے اور آپ نے فرمایا بس۔ تو معلوم ہوا کہ اگر کوئی کسی کو نفلی نیکی سے یہ کہتا ہے کہ بس اَب رہنے دو تو یہ ہوسکتا ہے۔ ایسے ہی ہمیشہ روزہ رکھنے سے منع فرما دیا بلکہ خفاء ہوگئے۔ تو اگر کوئی غلو کر رہا ہے نیکی میں تو اُسے بھی کنٹرول کرنا چاہیے اِعتدال پر لانا چاہیے۔ اس میں گناہ گار نہیں ہوگا۔ یہ الزام اُس پر نہیں لگایا جاسکتا کہ نیکی سے منع کیا ہے اِس نے۔ کیونکہ وہ غلو کر رہا تھا، جتنی بتائی نہیں گئی وہ اُس میں حد سے آگے جا رہا ہے اِس لیے اُس کو روکا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں اِن حضرات کا ساتھ اپنے فضل و کرم سے نصیب فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعاء..........................